www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

غازی عزیر

غیر اہل کتاب

کے ساتھ کھانا کھانے کا مسئلہ

پس منظر:

واقعہ یہ ہے کہ تمام خلیجی عرب ممالک، بالخصوص سعودی عرب میں اپنے بہت سے پاکستانی بھائیوں سے ملاقات کے دوران یہ چیز علم میں آئی کہ غیر مسلم اشخاص بالخصوص غیر اہل کتاب (مثلاً ہندو، سکھ، جینی، بدھسٹ اور لادین وغیرہ) کے ساتھ کھانا کھانا شرعاً درست نہیں نیز شریعت میں اُن کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے کی ممانعت بھی علماء سے منقول ہے۔

راقم الحروف پہلے دن سے عوام کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش قولاً وفعلاً کرتا رہا ہے لیکن اس مسئلہ نے شدت اُس وقت اختیار کی جب انجمن خدام القرآن لاہور و پاکستانی تنظیم اسلامی کے موسس وامیر جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے سعودی عرب میں اپنے تبلیغی دورہ کے دوران پاکستانی کمیونٹی ہائی اسکول الخبر (سعودی عرب) میں تشریف لاکر اپنے خطاب کے بعد پاکستان کے قومی وملی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے انتہائی وثوق واعتماد کے ساتھ اسی غلط تصور کو بیان کیا۔ آں موصوف کے اس تبلیغی دورے کی رپورٹ روزنامہ "نوائے وقت" کراچی مجریہ ۹ / نومبر ۱۹۸۵ء اور بعدہٗ ڈاکٹر صاحب موصوف کی زیرِ ادارت شائع ہونے والے تنظیم اسلامی پاکستان کے آرگن ماہنامہ "میثاق" لاہور کے شمارہ بابت ماہ فروری ۱۹۸۶ء میں صفحات ۹-۱۰ پر بحوالہ "نوائے وقت" کراچی شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سعودی عرب میں تارکین وطن کا ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ انہیں کیمپوں میں ہندوؤں کے ساتھ یا ہندو باورچیوں کا تیار کردہ کھانا برداشت کرنا پڑتا ہے جس پر متعدد بار پاکستانیوں کو ناگوار حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ غیر اہل کتاب کے ساتھ کھانے پینے کی ممانعت ہے، اس لئے مسلمانوں کو احتیاط کرنی چاہیے .... الخ"

(ماہنامہ "میثاق" لاہور ص۵۲ ج ۳۵ عدد شمارہ ۲)

اپنے سعودی عرب کے دورہ کی اس اخباری رپورٹ کی صحت کی تائید میں ڈاکٹر صاحب موصوف خود اس طرح رقمطراز ہیں:

"...... اس بار وہاں بھی براہِ راست پاکستان کے قومی و ملی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ اس جلسے کی رپورٹ اور تقریر کا خلاصہ روزنامہ "نوائے وقت" کے نمائندے طارق نسیم صاحب نے اپنے روزنامہ کو ارسال کیا اور جو "نوائے وقت" کراچی کی اشاعت بابت ۱۹ / نومبر ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا وہ حیرت انگیز حد تک صحیح ہے ..... الخ" ماہنامہ "میثاق" ص۹ ج ۳۵ عدد شمارہ ۲

ڈاکٹر صاحب کی تصحیح کے بعد اس امر میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا کہ ڈاکٹر صاحب نے واقعتہً ایسا فرمایا ہے۔ نیز لفظ "ممانعت" سے آپ کی مراد یقیناً ایسے کھانے کا شرعاً حرام ہونا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے بلا تحقیق ایسا فرمانے بعدہٗ اس کو شائع کر کے اس کی تصحیح فرمانے پر تعجب اور افسوس ہوا۔ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ؕ

اس خلافِ واقعہ بیان کے شائع ہونے سے اکثر مقامات پر پاکستانی عوام اور اہل علم حضرات کے مابین یہ مسئلہ انتہائی نزاعی صورت اختیار کر گیا جس کو دلائل کے ساتھ رفع کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔

بعض رفقاء نے ڈاکٹر صاحب کو ان کی غلطی کی نشاندہی کے لئے خط لکھنے کے لئے راقم کو متوجہ کیا، لیکن بعض ذاتی مجبوریوں کے باعث کچھ نہ لکھ سکا، البتہ اپنے ایک کرم فرما جناب افضل الرحمٰن محبوب شریف صاحب، کے باصرار تقاضہ پر مورخہ ۲ / مارچ ۱۹۸۶ء کو ان کا ایک مخلصانہ خط (جس کی بعض عبارتیں اگرچہ تلخ تھیں) بنام ڈاکٹر اسرار احمد صاحب خوش خط نقل کر کے بذریعہ پاکستانی رجسٹرڈ میل روانہ کیا گیا جس میں آں موصوف کو تمام حقائق سے روشناس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراتے ہوئے یہ تقاضا کیا گیا تھا کہ آں موصوف کے پاس اگر اپنے موقف کی تائید میں کوئی صریح نص (یعنی کتاب وسنت سے کوئی شرعی دلیل) موجود ہے تو پیش فرمائیں۔ بصورتِ دیگر ماہنامہ "میثاق" لاہور کے اگلے شمارہ میں اپنے سابقہ قول کی تردید اور اس سے رجوع کا اعلان فرمائیں یا محترم افضل الرحمٰن صاحب کا خط بجنسہٖ شائع فرما کر اتمامِ حجت کا حق ادا کریں جس سے عوام الناس کی اصلاح ہو سکے۔ باوجود مسئلہ کی اہمیت وسنگینی کے ڈاکٹر صاحب کی جانب سے تاہنوز نہ تو اس خط کا کوئی جواب براہِ راست موصول ہوا ہے اور نہ ہی ماہنامہ "میثاق" کے ماہِ اپریل ۱۹۸۶ء کے شمارہ میں اس ضمن میں کوئی چیز شائع کرنا ضروری تصور کی گئی ہے۔

جواب کے اس طویل انتظار کے دوران کراچی، لاہور، راولپنڈی اور کوئٹہ سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت روزنامہ "جنگ" کے ایک جمعہ ایڈیشن میں اسی موضوع سے متعلق ایک فتویٰ "اقرا — اسلامی صفحہ" پر زیرِ عنوان "آپ کے مسائل اور اُن کا حل" شائع ہوا ہے، جو حسبِ ذیل ہے:

"س :- ایک مسلمان (اس غرض سے کہ وہ لوگ اسلام قبول کرلیں) ایک غیر مسلم (غیر اہلِ کتاب)، کے گھر آتا جاتا ہے اور انھیں ماں بہن کی طرح تصور کرتا ہے! کیا اس گھر یا اُن کے ہاتھ کا یا اُن کے برتن میں کھانا اس مسلم کے لئے جائز ہے؟

ج :- اگر اطمینان ہو کہ یہ برتن پاک ہیں اور کھانا حلال ہے تو کھانا پینا جائز ہے۔"

(مستفتی: نثار احمد خاں صاحب از کراچی، مفتی: مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب، روزنامہ "جنگ" بابت ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء)

پیشِ نظر فتویٰ میں مستفتی کا سوال جس قدر غلط ہے اُس سے کہیں زیادہ غلط اور تشنہ مفتی صاحب کا جواب ہے۔ مستفتی نے اپنے سوال میں اُن غیر اہلِ کتاب کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے مقصد وغرض کی شرط لگائی ہے۔ جبکہ مذکورہ مشروط سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے اس امر کی وضاحت سے گریز کیا ہے کہ "نفسِ مسئلہ کا اسلام کی طرف دعوت دینے کی غرض سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز کسی غیر محرم عورت (خواہ مسلم ہو، اہلِ کتاب ہو یا غیر اہلِ کتاب) کے ساتھ ملاقات ونشست وبرخواست کے تعلقات رکھنے کا اسلام میں کیا شرعی حکم ہے؟"

بہرحال اصلاحی جذبہ، احقاقِ حق کے پیشِ نظر اور رفقاء کے بیحد اصرار پر راقم کو نہایت ناخوشگواری کے ساتھ یہ فریضہ انجام دینا پڑ رہا ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو نفس وہویٰ کی پیروی سے محفوظ ومامون رکھے اور شریعت مطہرہ کی فہم وفراست کے ساتھ ہمیشہ کتاب وسنت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے احکام کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اصل مسئلہ پر بحث شروع کرنے سے قبل ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اسلام میں حلال و حرام کے معیار اور اس سے متعلق چند اصولی و بنیادی باتیں واضح کر دی جائیں تاکہ موضوع زیر بحث کو بخوبی سمجھنے میں کوئی دقت و دشواری پیش نہ آئے۔

قرآنِ کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تحلیل و تحریم کی تمام بحث مکی سورتوں میں مذکور ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآنِ کریم کی نظر میں یہ مسئلہ فروعات و جزئیات کا نہیں، بلکہ مستحکم اصول و کلیات کا ہے۔ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے لئے اسلام نے جو اصول وضع کئے ہیں۔ اُن میں سے پہلا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تمام دنیاوی چیزیں اصلاً مباح اور حلال ہیں۔ بجز اُن چیزوں کے جن کی حرمت کے متعلق صحیح اور صریح نصوص وارد ہوئی ہیں۔ لہٰذا اگر صحیح نص موجود نہ ہو بلکہ ضعیف ہو یا ایسی ہو کہ حرمت پر واضح و صریح طور پر دلالت نہ کرتی ہو تو اس چیز کی اصل اباحت برقرار رہے گی۔

شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"اگرچہ بعض چیزیں استحباب اور بعض چیزیں کراہت کے درجہ میں ہوتی ہیں۔ لیکن جب تک شریعت واضح طور پر پابندی عائد نہ کرے وہ اپنی اصل اطلاقی حالت پر باقی رہتی ہیں"

(القواعد النورانیۃ الفقہیہ تالیف امام ابنِ تیمیہؒ ص ۱۱۲-۱۱۳)

اسلامی شریعت میں محرمات کا دائرہ بہت تنگ اور اس کے برعکس مباح اور حلال چیزوں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (سورۃ الأنعام - ۱۱۹)	"اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کی تفصیل بیان فرما دی ہے جن کو تم پر حرام ٹھہرایا ہے"

ایک حدیث نبویؐ میں مروی ہے:

مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ فَاقْبَلُوا	اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال ٹھہرایا وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام ٹھہرایا وہ حرام ہے اور جن چیزوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنَ اللّٰهِ عَافِيَةً فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ يَنْسٰى شَيْئًا وَتَلَا وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (سورة مريم الأية ۶۴)

(رواه الحاكم والبزار)

کے بارے میں سکوت فرمایا وہ معاف ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اس فیاضی کو قبول کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بھول چوک کا صدور نہیں ہوتا۔ پھر آپ نے سورۂ مریم کی آیت ۶۴ یعنی "آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے" تلاوت فرمائی۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً بِكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا.

(رواه الدارقطني)

اور جن چیزوں کو اس نے حرام ٹھہرایا ہے ان کی بے حرمتی نہ کرو۔ اور جن چیزوں کے بارے میں اس نے دانستہ سکوت اختیار فرمایا ہے وہ چیزیں تمہارے لئے رحمت ہیں۔ لہٰذا ایسی چیزوں کے متعلق بحث میں نہ پڑو۔"

سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ مِمَّا عَفَا لَكُمْ (رواه الترمذي وابن ماجه)

"حلال وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال ٹھہرایا اور حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام ٹھہرایا۔ باقی وہ اشیاء جن سے اس نے سکوت فرمایا وہ معاف ہیں۔"

اسلام کا دوسرا بنیادی اصول یہ ہے کہ تحلیل و تحریم کا اختیار کسی مخلوق کو نہیں، بلکہ یہ حق فقط اور فقط خالقِ حقیقی کا ہے۔ کسی مولوی، مفتی، عالم، پیر، ولی، قاضی، فقیہ، محدث، امام، مجتہد یا حکمران کو قطعاً یہ حق و اختیار نہیں ہے کہ وہ بندگانِ خدا تعالیٰ پر کسی حلال چیز کو حرام یا حرام چیز کو حلال ٹھہرائے۔ جو شخص بھی اس فعلِ مذموم کی جسارت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعریفِ حقوق میں حد سے تجاوز کا مرتکب ہوگا، نیز جو ایسے شخص کی اتباع کرے گا اور اپنے قول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا فعل سے اس کے ساتھ تعاون یا اُس پر رضامندی کا اظہار کرے گا وہ شرک کا مرتکب قرار پائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ۔" (سورۃ الشوریٰ ۲۱)

"کیا ان کے کچھ ایسے شریک خدائی ہیں جنھوں نے اُن کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی ہے؟"

اِس آیت میں استفہام انکاری سے مقصود یہ ہے کہ کوئی اس قابل نہیں کہ خدا کے خلاف اُس کا مقرر کیا ہوا دین ضبط ہو سکے۔

یہود و نصاریٰ نے تحلیل و تحریم کے اختیارات اپنے علماء و مشائخ کو دے رکھے تھے جن پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں سخت نکیر فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٥" (سورۃ التوبۃ۔ ۳۱)

"انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے علماء و مشائخ کو (باعتبار اطاعت کے) اپنا رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انھیں ایک معبود کے سوا کسی کی عبادت کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا، وہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ان کی مشرکانہ باتوں سے پاک ہے۔"

ایک حدیث میں مروی ہے:

"وَقَدْ جَاءَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمْ يَعْبُدُوْهُمْ فَقَالَ بَلٰى اِنَّهُمْ

"جب عدی بن حاتمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے سنا تو عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انھوں نے اپنے علماء و مشائخ کی عبادت تو نہیں کی۔ آپ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَرَّمُوْا عَلَیْهِمُ الْحَلَالَ وَاَحَلُّوْا لَهُمُ الْحَرَامَ فَاتَّبَعُوْهُمْ فَذٰلِكَ عِبَادَتُهُمْ اِيَّاهُمْ۔

(۲۴۱۲ الترمذی)

فرمایا: کیوں نہیں! انھوں نے اُن پر حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرایا تھا۔ اور اُن لوگوں نے اُن کی اتباع کی علماء و مشائخ (احبار و رہبان) کی عبادت کا یہی مطلب ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اَمَا اِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا اَحَلُّوْا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوْهُ وَاِذَا حَرَّمُوْا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوْهُ "

یہ لوگ علماء و مشائخ کی پرستش نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے لئے حلال اور حرام کی ہوئی چیز کو اپنے لئے حرام کر لیتے تھے۔"

پس واضح ہوا کہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دینے کا حق و اختیار فقط اللہ تعالیٰ کو ہے، اگر کوئی انسان کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال ٹھہراتے تو اس کا یہ فعل بدشرک کے قبیل سے قرار پائے گا۔ اسلام نے اُن لوگوں کی شدید مذمت کی ہے جو تحلیل و تحریم کے مختار بن جائیں، خاص طور سے اُس نے حلال کو حرام کرنے والوں پر سخت گرفت کی ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلاسبب تنگی اور ضیق میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اس کے اندر تعمق پسندانہ رجحانات سر ابھارنے لگتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمق و تشدد کے رجحانات سے منع فرمایا ہے اور اس قسم کا رویّہ اختیار کرنے والوں کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

"اَلَا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ، اَلَا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ، اَلَا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ "

(رواہ مسلم واحمد وابوداؤد)

"آگاہ ہو جاؤ کہ دین میں تعمق و تشدد پیدا کرنے والے ہلاک ہو گئے، آگاہ ہو جاؤ کہ دین میں تعمق و تشدد پیدا کرنے والے ہلاک ہو گئے، آگاہ ہو جاؤ کہ دین میں تعمق و تشدد پیدا کرنے والے ہلاک ہو گئے۔"

ایک حدیث میں رسالتِ محمدیؐ کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ" — "میں ایسے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں کہ جو حنیف ہے اور فراخ بھی"

(رواہ احمد)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے،

"إِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا" — "میں نے اپنے بندوں کو دینِ حنیف پر پیدا کیا، لیکن شیاطین نے انھیں بہکایا، اور ان پر اُن چیزوں کو حرام کر دیا جن کو میں نے حلال کیا تھا، اور انھیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ اُن کو شریک ٹھہرائیں جن کے شریکِ خدا ہونے کی میں نے قطعاً کوئی سند نازل نہیں کی"

(رواہ مسلم)

مشہور واقعہ ہے کہ مدینۃ المنورۃ میں صحابہ کرامؓ کا ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا تھا، جن میں شدت پسندی اور طیبات اور مباح چیزوں کو اپنے نفس پر حرام کر لینے کا رجحان غالب ہو گیا تھا۔ اس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے محکم آیات نازل فرما کر اُن کو حدود اللہ پر پابند رہنے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی ہدایت فرمائی، جو قرآنِ کریم میں اس طرح مذکور ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝" — "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں اُن کو حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو حلال اور طیب رزق اللہ تعالیٰ نے تم کو بخشا ہے اُسے کھاؤ اور اُس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو"

(سورۃ المائدۃ: ۸۷، ۸۸)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ سے منقول ہے کہ سلف وصالحین حرام کا اطلاق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اس چیز پر کیا کرتے تھے جس کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہے؟

اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ تحلیل و تحریم سے متعلق سوالات کے جواب میں فرماتے،
"میں اسے مکروہ خیال کرتا ہوں یا اچھا نہیں سمجھتا یا یہ پسندیدہ نہیں ہے۔"
یہی بات امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور دیگر تمام ائمہ فقہ و اجتہاد سے منقول ہے۔
قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے بہت سے اہل علم مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اس بارے میں فتویٰ دینا پسند نہیں کرتے۔ اور کسی چیز کو حلال یا حرام کہنے کے بجائے کتاب اللہ میں جو کچھ مذکور ہے۔ اُسے بلا تفسیر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ کوفہ کے ممتاز فقہائے تابعین میں سے امام ابراہیم نخعیؒ سے منقول ہے کہ جب اُن کے اصحاب فتویٰ دیتے، تو یہ مکروہ ہے یا اس میں کوئی حرج نہیں کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ کیونکہ کسی چیز کی حلت و حرمت کا حکم لگانے سے زیادہ غیر ذمہ دارانہ بات اور کیا ہو سکتی ہے؟"

(کتاب الاُم، تالیف امام شافعی مختصراً)

اس تمہیدی بحث کے اختتام پر تحلیل و تحریم کے سلسلہ میں یہ وضاحت کرنا یقیناً غیر مفید نہ ہو گا کہ اس قبیل کی صرف اُن چیزوں سے روکنا چاہیے جن کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح حرام ٹھہرایا ہے۔ بصورتِ دیگر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہم پر صادق آجائے گا۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۗ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ (سورۃ یونس: ۵۹)	"آپ (اُن سے) کہہ دیجئے کہ کیا تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق تمہارے لئے نازل فرمایا تھا اس میں سے (از خود) کسی کو تم نے حرام اور کسی کو حلال ٹھہرا لیا؟ آپ اُن سے پوچھیے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات کی اجازت دی تھی یا (محض) تم اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہو؟"

اللہ تعالیٰ پر افترا اور کذب بیانی سے کام لینے والا شخص بلاشبہ ہرگز نجات و فلاح نہیں پا سکتا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں خود باری تعالیٰ فرماتا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ النحل - ۱۱۶)

"یہ جو تمہاری زبانیں اللہ تعالیٰ پہ کذب بیانی کرتے ہوئے جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام ہے تو ایسی باتیں نہ کیا کرو، کیونکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہ پائیں گے"

اب زیر بحث موضوع سے متعلق پیدا ہونے والے مختلف النوع سوالات اور شریعت مطہرہ کی روشن تعلیمات میں اُن سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔ وباللہ التوفیق والمنۃ!

اس مسئلہ کا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا کسی غیر مسلم (بالخصوص غیر اہل کتاب بے لادین) شخص کے ساتھ اُس کے برتنوں میں کھانا کھانا یا کسی غیر اہل کتاب و لادین شخص کے ہاتھ کا تیار کردہ کھانا کھانا ایک مسلمان کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کے لئے کیا شرائط اور استثنائی صورتیں ہیں؟

مندرجہ بالا سوال کا جواب یہ ہے کہ کسی غیر اہل کتاب یا لادین شخص کے ساتھ اُس کے برتنوں میں کھانا کھانا یا اُس کے ہاتھ کا تیار شدہ کھانا کھانے میں ہرگز کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، کیونکہ اس کی حرمت کتاب اللہ یا کسی صحیح و صریح حدیث نبوی ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کافر کے ساتھ کھانا کھانا ثابت ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں "قَبُوْلُ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ" کے عنوان سے مستقل ایک باب باندھا ہے، جس میں وہ چار روایات لائے ہیں، اسی باب کی ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غیر مسلمہ کی پیش کردہ زہر آلود بکری کا قبول کرنا اور اُسے تناول کرنا مذکور ہے۔

(ملاحظہ ہو صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب قبول الھدیۃ من المشرکین)

کسی غیر مسلم کے کھانے کو استعمال کرنے کے لیے جو چند شرائط ہیں وہ یہ ہیں کہ ۱ کھانا کھانے کے برتن اور ساتھ کھانا کھانے والا غیر اہل کتاب شخص ظاہری طور پر جسمانی نجاست سے پاک ہو، نیز وہ کھانا اُن اشیاء پر مشتمل نہ ہو یا کھانا پکانے کے دوران ایسے برتن یا ایسی چیزوں کا استعمال نہ کیا گیا ہو جن کی حرمت صراحت کے ساتھ کتاب و سنت میں مذکور ہے۔ اِن شرائط کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ اس کے لئے کوئی اور شرط یا غرض یا استثنائی صورت کتاب و سنت میں نہیں ملتی ہے۔

بعض لوگ کسی غیر اہل کتاب سے مستقل باورچی کے طور پر خدمت لینا مکروہ بتلاتے ہیں چنانچہ بعض فقہائے حنفیہ کا قول ہے کہ اتفاقیہ ایک دو بار مشرکین کے ساتھ یا ان کے ہاتھ کا تیار کردہ کھانا کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کافر کے ساتھ کھانا تناول فرمانا ثابت ہے لیکن اسے ہمیشہ کی عادت بنا لینا مکروہ ہے۔

"اِنْ كَانَ ذٰلِكَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ يَجُوْزُ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ مَعَ كَافِرٍ نَحْمِلُنَا هُ عَلٰى ذٰلِكَ وَلٰكِنْ يُكْرَهُ الْمُدَاوَمَةُ عَلَيْهِ"

(کذا فی نصاب الاحتساب، باب چہارم و نفع المفتی والسائل ص۱۱)

اسی طرح فقہ حنفی کی مشہور کتاب "فتاوی عالمگیری" میں کہیں گھر جانے کی صورت میں اس بات کی ایک دو دفعہ اجازت دی ہے لیکن مداومت کو مکروہ قرار دیا ہے:

"اِنِ ابْتُلِيَ بِهِ الْمُسْلِمُ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ فَلَا بَأْسَ وَاَمَّا الدَّوَامُ عَلَيْهِ فَيُكْرَهُ"

(فتاویٰ عالمگیری، کتاب الکراھیۃ)

مداومت سے متعلق فقہائے حنفیہ کی بیان کردہ "کراہت" علوم نقلیہ کی بنیاد پر نہیں، بلکہ محض قیاس اور اجتہادی رائے پر ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ واضح، قابلِ قدر اور حق و انصاف کے قریب تر فتویٰ مشہور حنفی عالم جناب مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کا ہے، جس میں آپ سے کسی مستفتی نے سوال کیا:

(س) کیا فرماتے ہیں علماءِ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت میں کہ قوم مسہر یا ڈوم یا چمار یا دوسادھ جو ہندو کا فرمدار خور ہوتے ہیں، اکثر چیزیں حرام مثل چوہا اور بلا اور ضب یعنی گوہ اور کیکڑا وغیرہا کو کھایا کرتے ہیں، اُن کے یہاں کی چیزیں از قسم حلال پکی ہوئی کھانا یا اُن کے ہاتھ کا پانی کنویں یا دریا سے نکالا ہوا پینا کہ جس میں کوئی شبہ تلویث اشیاء حرام یا نجاست وغیرہا کا نہ ہو شرعاً ممنوع ہے یا جائز ؟ اور اُن کے ہاتھ سے چیزیں مثل روٹی یا گوشت یا خشکہ اور دال پکوانا۔ یہ سب چیزیں اُن لوگوں کے ہاتھ کی چھوئی ہوئی مسلمانوں کو کھانا روا ہوگا یا نہیں الخ؟

آں مرحوم نے اس مفصل سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) "جب تک کوئی نجاست ظاہری یقیناً اعضائے ظاہرہ کافر پر نہ ہو، اُس کے ہاتھ سے کھانا پکوانا یا پانی نکلوانا یہ سب درست ہے۔ واقعی روا ہو گا جب تک تیقنِ نجاست نہیں ہو گا۔ الخ"

(فتاویٰ عبدالحی لکھنوی ج۱ ص۲۸۱، استفتاء رقم ۳۶ مختصراً)

بعض فقہاء یہاں تک فرماتے ہیں کہ مشرکین کے کھانے میں اگر نجاست موجود ہونے کا وہم ہو تو بھی اس کھانے پر طہارت اور صحت وسلامتی کا حکم لگے گا الا یہ کہ تیقن نجاست اور فساد و بطلان پر کوئی قطعی حجت ودلیل قائم ہو۔ پس ایسی صورت میں کفار و مشرکین یا کسی بھی لادین کے ساتھ کھانا کھانا روا ہو گا۔ چنانچہ "فتاویٰ حمادیہ" میں مذکور ہے:

"وَالْاَطْعِمَةُ الَّتِیْ یَتَّخِذُهَا اَهْلُ الشِّرْكِ وَیَتَوَهَّمُ فِیْهَا اِصَابَةُ النَّجَاسَةِ كُلُّ ذٰلِكَ مَحْكُوْمٌ بِطَهَارَتِهٖ حَتّٰی یَتَیَقَّنَ بِنَجَاسَتِهَا" الخ

(فتاویٰ حمادیہ مختصراً)

اگر مشرکین کے برتنوں کی نجاست کا پہلے سے علم نہ ہو تو اُن میں بلا دھوئے ہوئے کھانا پینا بھی جائز ہے۔ اگر پہلے سے برتنوں کی نجاست کا علم ہو مگر انھیں استعمال سے قبل دھو کر پاک کر لیا گیا ہو تو اُن میں کوئی قباحت نہیں رہ جاتی، لیکن بغیر دھوئے ہوئے ایسے برتن جن کی نجاست کا علم ہو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

مملکۃ العربیۃ السعودیۃ کی مشہور یونیورسٹی جامعہ امام محمد بن سعود الریاض کے استاذ شیخ عبدالعزیز محمد سلمان لکھتے ہیں:

"کفار کے برتن اور لباس مباح ہیں اگر اُن کی کیفیت نامعلوم ہو کیونکہ مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ایک مشرکہ کے مزادہ سے وضو فرمایا تھا۔"

(الاسئلۃ والاجوبۃ الفقہیۃ المقرونۃ بالادلۃ الشرعیۃ ج۱ ص۲ طبع دہم ۱۴۰۳ھ الریاض وکذا فی الصحیحین)

سنن ابوداؤد کی ایک روایت جسے امام احمدؒ نے بھی روایت کیا ہے، میں دورانِ غزوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کا مشرکین کے برتن استعمال کرنے کا ذکر ملتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کو حضرت جابرؓ نے اس طرح روایت کیا ہے۔

"كُنَّا نَغْزُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُصِيْبُ مِنْ اٰنِيَةِ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَسْقِيَتِهِمْ فَنَسْتَمْتِعُ بِهَا فَلَا يَعِيْبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ" رواه ابوداؤد واحمد۔

ایک اور روایت میں ابی ثعلبہ الخشنی سے مروی ہے کہ:

"اِنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّا نُجَاوِرُ اَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبَخُوْنَ فِيْ قُدُوْرِهِمُ الْخِنْزِيْرَ وَيَشْرَبُوْنَ فِيْ اٰنِيَتِهِمُ الْخَمْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا وَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا" رواه ابوداؤد مع العون المعبود ج ۳ ص ۴۲۵ بَابُ الْاَكْلِ فِيْ اٰنِيَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ، طبع دهلی وملتان)۔

شارح سنن ابوداؤد علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ فرماتے ہیں:

"خطابیؒ کا قول ہے کہ (اوپر بیان کی ہوئی پہلی) حدیث سے ظاہر ہے کہ مشرکین کے برتن بغیر دھوئے اور پاک کئے ہوئے استعمال کرنا علی الاطلاق مباح ہیں (اور یہ اباحت مقید ہے اس شرط کے ساتھ جو اس باب کی (دوسری) حدیث میں مذکور ہے۔ (بزار کی روایت میں یہ بھی ملتا ہے کہ ہم نے ان برتنوں کو دھویا اور اُن میں کھانا کھایا جیسا کہ حافظؒ نے فتح میں بیان کیا ہے) خطابیؒ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اُن کے برتنوں کے غسل کی اجازت ہے، لیکن اس سلسلہ میں اصل قابلِ لحاظ بات یہ ہے کہ اگر مشرکین کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے برتنوں میں خنزیر پکاتے اور شراب پیتے ہیں، تو ان برتنوں کا بغیر دھوئے ہوئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے"

(عون المعبود شرح سنن ابوداؤد ج ۳ ص ۴۲۵ طبع دہلی وملتان)

بعض فقہائے حنفیہ کے نزدیک مشرکین کے برتنوں میں بغیر دھوئے ہوئے کھانا پینا جائز، لیکن مکروہ ہے، بشرطیکہ برتنوں کی نجاست کا علم نہ ہو۔ بصورتِ دیگر بغیر دھوئے ہوئے اُن میں کھانا پینا ناجائز ہے۔ جیسا کہ "فتاویٰ عالمگیری" میں مذکور ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وَيُكْرَهُ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ فِي أَوَانِي الْمُشْرِكِينَ قَبْلَ الْغَسْلِ وَمَعَ هٰذَا لَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَبْلَ الْغَسْلِ جَازَ وَلَا يَكُونُ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ حَرَامًا وَهٰذَا إِذَا لَمْ يَعْلَمْ بِنَجَاسَةِ الْأَوَانِي فَأَمَّا إِذَا عَلِمَ فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَشْرَبَ وَيَأْكُلَ مِنْهَا قَبْلَ الْغَسْلِ"

(فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۴۷ طبع مصری)

"عالمگیری" کی اس مذکورہ کراہت کی بنیاد بھی محض قیاس پر ہے، جسے ثابت کرنے کیلئے کوئی ٹھوس اثر موجود نہیں ہے۔

(جاری ہے)

احباب توجہ فرمائیں!

★ خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہوسکے گی۔

★ واضح رہے کہ محدث میں مطبوعہ مضامین شائع نہیں ہوتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ